پسند کیا، تسلیم کیا۔ اور ہر ایک کی خوبیوں کو لیا، خامیوں کو ترک کیا۔

ہماری کوتاہی یہ ہے کہ ہم نے پسندیدوں اور ناپسندیدوں کی ایک لمبی فہرست بنائی ہوئی ہے۔ پسندیدوں میں جو بھی مثبت و منفی صفات ہوں انہیں بنظر استحسان دیکھتے ہیں۔ دوسری فہرست میں موجود لوگوں کی خوبی بھی خامی نظر آتی ہے۔ اور اس کی خوبی کو بھی خوبی تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ جیسا کہ شاعر نے کہا ؎

إذا رأوا هفوةً طاروا بها فرحاً مِنّي و ما علموا مِن صالحٍ دَفَنوا

۸۔ آپ جانتے تھے کہ یہ مختصر زندگی اللہ تعالیٰ کی امانت ہے۔ اس نے ہمیں بے مقصد پیدا نہیں کیا۔ اس حیات مستعار پر اللہ کے کچھ قرضے ہیں، جنہیں اتارنا ہماری ذمہ داری ہے۔ آپ نے اس قرض کو اتارنے کی کوشش کی اور خوب کامیاب ہوئے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ وقت کو اللہ نے ایسے آپ کے کنٹرول میں دے دیا جس طرح داؤد علیہ السلام کے ہاتھ پہنچ کر لوہا موم ہو جاتا تھا۔ یقیناً یہ بھٹی مرحوم کی کرامت کہی جا سکتی ہے۔ اور آپ کو ابن تیمیہ وقت کہا جا سکتا ہے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

ہنر سیکھو

اے آر ثالث

علم سیکھو، ادب سیکھو، مرے نورِ نظر سیکھو
نہ ہو محتاج غیروں کا، کوئی ایسا ہنر سیکھو
"علم میراث نبی کا ہے" یہ فرمانا نبی کا ہے
یہ موتی جس جگہ پاؤ، ادھر سے بے خطر سیکھو
ہزاروں دوست پھر بھی کم، ہے دشمن ایک بھی زیادہ
ہر ایک کے دل میں پیارو! بسانا اپنا گھر سیکھو
ہنر کا کسب بہتر ہے پدر کے گنجِ گوہر سے
ہنر سیکھو، ہنر سیکھو، میرے بیٹے! ہنر سیکھو

فہم قرآن قسط: (۳)

محمد رضی الاسلام ندوی

ترجمہ قرآن پر رجحانات ومسالک کے اثرات

کلامی رجحان:

مسلمانوں کے درمیان فکر ونظر کے بہت سے اختلافات پائے جاتے ہیں۔ علماء کلامی مسائل میں الگ الگ نقطہ نظر رکھتے ہیں۔ بسا اوقات نقطہ ہائے نظر کا یہ اختلاف ترجمہ قرآن پر بھی اثر انداز ہوتا ہے اور الفاظ میں معمولی الٹ پھیر یا اضافہ کرکے آیات سے ایسے معانی مستنبط کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، جن سے کسی مخصوص مسلک یا نقطہ نظر کی تائید ہوسکے۔

مثال کے طور پر غیب کے سلسلے میں تمام علمائے اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وہ صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ کسی انسان کو غیب کے صرف اتنے حصے کا علم ہوسکتا ہے جتنا اللہ تعالیٰ اسے دینا چاہے۔ البتہ آخری رسول حضرت محمد ﷺ کو بھی غیب کا جزئی علم حاصل تھا، یا اللہ نے آپ کو غیب کے کلی علم سے بہرہ ور کیا تھا؟ یہ مسئلہ ان کے درمیان مختلف فیہ ہے۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو ابتدائے آفرینش سے قیامت تک کا تمام علم عطا کردیا تھا۔ آپ ﷺ کا یہ علم غیب اگرچہ ذاتی نہیں؛ بلکہ عطائی تھا، لیکن آپ ''ماکان وما یکون'' کے تمام احوال سے باخبر تھے۔ ان کے ترجمہ قرآن میں متعدد مقامات پر ان کے اس نقطہ نظر کی چھاپ دکھائی دیتی ہے۔

فہم قرآن میں کلامی رجحان کی ایک مثال: {وَلَآ أَعْلَمُ الْغَيْبَ} [الأنعام: ۵۰] کا ترجمہ مترجمین نے یہ کیا ہے:

عبدالقادر: نہ میں جانوں غیب کی بات۔	رفیع الدین: اور نہ میں جانتا ہوں غیب کو۔
سرسید: اور نہ یہ کہ غیب کی بات جانتا ہوں۔	وحیدالزمان: اور (یہ بھی) کہہ دے میں غیب نہیں جانتا۔
جونا گڑھی: اور نہ میں غیب جانتا ہوں۔	تھانوی: اور نہ (یہ کہ) میں غیب جانتا ہوں۔
آزاد: نہ یہ کہتا ہوں کہ غیب کا جاننے والا ہوں۔	مودودی: نہ میں غیب کا علم رکھتا ہوں۔

جبکہ مولانا احمد رضا خان نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے: ''اور نہ میں کہوں کہ میں آپ غیب جان لیتا ہوں''

لفظ ''آپ'' کے اضافے سے یہ معنی پیدا کردیے کہ اس آیت میں انکار ذاتی غیب دانی کا ہے، عطائی کا نہیں۔ چنانچہ مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی نے جن کی تفسیر اس ترجمہ قرآن کے حاشیہ پر شائع ہوئی ہے۔ اس نکتہ کو کھول دیا ہے۔ لکھتے ہیں:

''ارشاد ہوا کہ آپ فرمادیجئے کہ میرا دعویٰ یہ تو نہیں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں...... نہ میرا دعویٰ ذاتی کا ہے کہ